© rasailojaraid.com

مطبوعات

اقبال اور مسئلۂ تعلیم
مؤلف: جناب محمد احمد خان
باہتمام: اقبال اکادمی۔ پاکستان
۹۰۔ بی۔ گلبرگ ۳۔ لاہور
ضخامت: بڑے سائز کے سوا چھ سو صفحات
معیار: کاغذ اچھا، طباعت ٹائپ میں
مجلد مع گرد پوش
قیمت: ۷۰/- روپے

پچھلے دنوں ادارہ معارفِ اسلامیہ کے تحت تحقیقی و تصنیفی کام کے جب نقشے اور گروپ بنائے گئے تو میرا تجویز کردہ ایک عنوان یہ تھا کہ "علامہ اقبال اور مولینا مودودی کی فکری مماثلتیں" اس عنوان کے تحت مسئلۂ تعلیم کو اہمیت حاصل تھی۔ اچھا ہوا کہ آج ہمارے سامنے "اقبال اور مسئلۂ تعلیم" کے موضوع پر ایک ضخیم تالیف موجود ہے۔ جس کے مؤلف بیس سال پہلے ایک کتاب "اقبال کا سیاسی کارنامہ" پیش کر چکے ہیں۔ اور فی الوقت "اسلامی قوانین اور اقبال" کے موضوع پر کام کر رہے ہیں۔

غلام السیدین کی انگریزی کتاب (اقبال کا فلسفۂ تعلیم، مطبوعہ ۱۹۳۶ء) کے بعد اسی راستے پر محمد احمد خاں صاحب نے مزید اقدام کیا ہے۔

اس ضخیم کتاب میں تعلیم کے متعلق نظم و نثر میں بیان کردہ علامہ اقبالؒ کے بیشتر افکار آگئے ہیں۔ اقبال کا مطالعہ یا اقبال کے تعلیمی (خصوصاً) اور دیگر نظریات (عموماً) پر تحقیقی کام کرنے والوں کو اس سے خاص مدد ملے گی۔ مسئلہ تعلیم پر اس کتاب میں اقبال کے اسلامی نظریات کے ساتھ تقابلاً جدید نظریات سے بھی تعرض کیا گیا ہے۔ مگر اچھا ہوتا کہ جدید تعلیمی نظریات پر مواد مرتب کرتے وقت جدید نظریۂ تعلیم کے ماہرین و فاضلین کا بھی تعاون حاصل کیا جاتا جو آج لاہور ہی کی یونیورسٹیوں میں خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

سیکولرازم کی بحث مطالعۂ اقبال کے لحاظ سے بھی، اور علامہ کے تعلیمی نظریات کے لحاظ سے بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑی اہم ہے۔ میں نے اس حصّے کو ایک نظر دیکھا۔ سیکولرازم کا اصل مقصود لبرلزم ہے، یعنی تمام دینی و اخلاقی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنی سوچ بچار اور اپنی مرضی سے راستہ متعین کرنا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے کوئی سرکش لاڈلا بچہ پوری طرح بگڑ جانے کے بعد والدین، بزرگوں اور بھائی بہنوں کی ہدایت اور مشوروں سے چھٹکارا پانے کے لیے گھر سے بھاگ نکلتا ہے۔ سیکولرازم دراصل ذہنی طور پر یورپ کے بگڑے ہوئے انسان کا مذہب و اخلاق سے فرار ہے، اور مفرور نے جو راستہ اختیار کیا وہ لبرلزم ہے۔ میرا خیال ہے کہ خود لبرلزم پر وسیع گفتگو کی ضرورت تھی۔ خوش قسمتی سے ایسی ایک مفید و تحقیقی بحث اُردو میں وجود پا چکی ہے۔ محمد احمد خاں صاحب کی رسائی اس تک نہیں ہو سکی۔

ولادتِ علامہ اقبال کی صد سالہ تقریبات کی کمیٹی کے پروگرام کے تحت مقررہ وقت پر اتنے اہم موضوع پر ایسی ضخیم کتاب لانے میں جو عجلت برتی گئی ہے اس کا ایک رنگ یہ ہے کہ تحقیقی رنگ زور سے نہیں اُبھرا۔ اور اس سے نمایاں کمی یہ ہے کہ مؤلف کی توضیحی تحریروں میں اس کا اپنا تخلیقی رنگ بھی نمودار نہیں ہوا۔ خصوصاً یہ بات تو عام شارحینِ اقبال کی طرح کی ہے کہ علامہ کے اشعار یا نثر پارے کو لکھنے کے بعد اُن کے طویل ترجمے ساری کتاب میں ملتے ہیں۔ حالانکہ ایک تحقیقی کتاب میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ اقتباسات دے کر، یا اقبال کی بعض خاص اصطلاحات کو پیش کر کے اُن پر بحث چھیڑ دینی چاہیے تھی۔ وہ عام لوگ جنہیں نگارشاتِ اقبال کے ترجموں اور تشریحوں کی ضرورت ہے وہ اپنی ضرورت کی کتابیں بازار سے لے سکتے ہیں، بلکہ تحقیقی کار کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ فکرِ اقبال کے کسی پہلو کو اجاگر کرنے کے لیے ایسا طریقِ کار تخلیق کرتا ہے کہ پڑھنے والوں کی ساری توجہ خود اُس کے نکات و معارف پر مرتکز ہو جاتی ہے جو درحقیقت نئے حالات میں خود اقبال ہی کی ترجمانی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

میرے ان مختصر اشارات سے مؤلف یا قارئین کو ہرگز یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اقبال اور مسئلۂ تعلیم کوئی معمولی اور سرسری کتاب ہے۔ اقبالیات میں یہ ایک ایسا اضافہ ہے کہ اسے اساتذہ، طلبہ، مصنفین، صحافیوں، دانشوروں اور ذوقِ مطالعہ رکھنے والے بیدار دل پیر و جوان کو ضرور پڑھنا چاہیے۔

میں اس کتاب کے لکھنے پر محمد احمد خاں صاحب کو اور اقبال اکیڈمی کو مبارک باد کہتا ہوں۔

© rasailojaraid.com